کیپٹن جعفر طاہر کی شاعری میں عسکری تلازمات اور فطرت نگاری

ڈاکٹر محمد لقمان

Dr. Muhammad Luqman

Ph.D Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi

Head, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Jafer Tahir was a great poet of Pakistan. He won fame in the field of ode(ghazal), poems (nazam), cantos, encomium (qaseeda) and epicedium (mersia). His ode has romantic inclinations. He expressed nature and dispostition in his ode(ghazal). His poems are beautiful manifestation of sensitiveness, passion and imagination. His poems are also populous with national emotionalism and patriotism. His cantos are beautiful addition in Urdu literature. These cantos conisist of national heros and different cantries of the world. Cantos are Jafer`s great memorable work and innovation. He wrote encomium(qaseeda) for religious purposes. These encomiums contain love and devotion for Holy Prophet Mohammad and his holy family. His epicedium (marsia) is description of grief of holy prophet's family.

کیپٹن جعفر طاہر جھنگ کے کہنہ مشق شاعر تھے۔ غزل گوئی، نظم نگاری، مرثیہ نگاری، قصیدہ گوئی اور کینٹوز نگاری کے میدان میں ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ حسن و عشق اردو غزل کا خاص موضوع ہے۔ جعفر طاہر کی فکر ہمیشہ حسین مناظر کی متلاشی رہتی تھی۔ انھوں نے غزل میں حسن و عشق کے تصور کو منفرد انداز سے پیش کیا ہے۔ یہاں عاشق اور محبوب دونوں اردو غزل کی روایت سے ہٹ کر نظر آتے ہیں۔ ان کا عاشق روایتی عاشق کی طرح نہ چاک گریبان کرتا ہے نہ صحرا نوردی کرتا ہے۔ وہ محبوب کو نہ بے وفا اور ظالم کہتا ہے نہ بار بار اس کے کوچے میں جا کر عزتِ نفس مجروح کرتا ہے بلکہ وہ راہِ محبت میں درپیش

صعوبتوں سے لذت کشید کرتا ہے۔ ان کا عاشق ہمیشہ حیا اور خودداری کو پہلو کو ملحوظ رکھتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''جعفر طاہر کا مزاج رومانی ہے۔ جمالیاتی زاویے سے وہ بے حد حسن پرست تھے۔ اچھی صورت، دل فریب منظر، روح افزا شعر حتیٰ کہ خوبصورت لفظ پر بھی وہ جان دیتا تھا۔ اس کے داخل میں ایک بے قرار مگر لطیف روح پرورش پا رہی تھی۔''(۱)

جعفر طاہر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

آنکھ میں شرم حیا رخ پہ حجابوں کی طرح
صورتیں آج وہ دیکھوں بھی تو خوابوں کی طرح(۲)

....

خوش ہوں جفائے یارو نہیب رقیب سے
اس دل کو ہر طرح کے ستم گر عزیز ہیں(۳)

....

پارسا بن کے جو ملتا ہے جعفر طاہر
یہ بھی ہے ایک نقاب اور نقابوں کی طرح(۴)

جدید غزل گو شعراء کی طرح جعفر طاہر فطرت سے گہری دل چسپی رکھتے ہیں۔ وہ فطرت کے حسین نظاروں سے مسحور ہو کر جب غزل گوئی کرتے ہیں تو فطرت کا ایک ایک رنگ اور حسن کی ایک ایک انگڑائی ان کی غزلوں میں رواں دواں نظر آتی ہے۔ فطرت نگاری اور منظر نگاری کی ایسی دل کش مثالیں اردو کے کسی اور شاعر کے ہاں عنقا ہیں۔ یہ رومانی انداز صرف جعفر طاہر سے ہی مخصوص ہے۔ پروین اختر اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''کائنات کا ہر رنگ اور فطرت کا ہر حسین نقش ان کی غزل میں موجود ہے۔ آسماں، کہکشاں، شبوں کی چاندنی، صبحوں کی روشنی مرغان خوش الحان، نغمہ بادِ بہاری، نشو و نمائے سبزہ، گل، صبح کا ظہور، شاخِ نشیمن اور نجانے کیا کیا کچھ ہے۔''(۵)

جعفر طاہر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

یہ کاکلوں میں چنبیلی کے پھول کھلتے ہیں
شب بہار کی چشم ستارہ بار کی خیر
یہ پھول پھول سنورتی رہے عروس بہار
الٰہی دشتِ بیاباں کی ، خار خار کی خیر(۶)

....

آنکھیں کہ گفتگوئے سحر کا جواب تھیں
گیسو کہ تھے طراوتِ شام کیا ہوئے

پیشانیاں کہ رونق صبح بہار تھیں
سینے کہ تھے سریر سحر نام کیا ہوئے(۷)

جعفر طاہر خوبصورت الفاظ، نئی تراکیب اور نادر تشبیہات و استعارات سے اپنی غزل کو منفرد بنا لیتے ہیں۔ ان کے پاس لفظوں کا بے کراں ذخیرہ موجود تھا۔ ایسے لگتا ہے الفاظ ان کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ وہ موضوع کی مناسبت سے موزوں الفاظ منتخب کر کے شعری قالب میں ڈھال لیتے ہیں۔ طویل تراکیب بھی ان کے ہاں ملتی ہیں۔ وہ دولفظی سہ لفظی اور چہار لفظی تراکیب سے غزل کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ نادر تشبیہات کے استعمال سے وہ خیال کو منفرد بنا دیتے ہیں۔ وہ استعارات اور پیکر تراشی سے بیان میں لطافت پیدا کر دیتے ہیں۔ مختار حراس حوالے سے لکھتے ہیں:

''شاعرانہ فنی خوبیوں کے حوالے سے آہنگ و ہنجار، بحروں کا استعمال، نادر تشبیہات، حسن آفریں استعارات، سراپا نگاری، جدت نگاری، نئی تراکیب والفاظ کی اختراع، غزل کی شان کا حسین امتزاج شاعری میں قوس قزاح کے رنگ اپنی آب و تاب دکھا رہے ہیں۔''(۸)

جعفر طاہر اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

پھر کس کے لب و گیسو بولے
جیسے گلزار میں خوشبو بولے(۹)

....

شمیم زلف ، صبائے وصال ، خطِ سلام
ہمارے پاس بھی آئیں سفارشیں کیا کیا(۱۰)

....

کہکشاں ہے کہ غبار سر منزل دیکھو
چاند ہے شعلہ آواز سلاسل دیکھو(۱۱)

جعفر طاہر کی نظم اردو ادب میں ایک منفرد اور توانا آواز ہے۔ انھوں نے اردو نظم کو تخیل، رنگ، جذبے، خیال خوشبو اور نغمگیت کے اسرار سے روشناس کیا۔ ان کی نظم خیال کی لطافت، مضمون کی نزاکت اور بیان کی ملائمت کی عظیم شاہکار ہے۔ ان کی قومی وملی نظمیں شدت احساس اور شدت جذبات کی عکاس ہیں۔ موضوعات کی رنگارنگی سے ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کے اصلی جوہر ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ ان نظموں میں قومی شخصیات سے گہری عقیدت کا اظہار بھی ہے، اسلاف کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ بھی، میدان جنگ کے شہداء کا بیان بھی ہے اور غازیان دین کے کارناموں کی تحسین بھی ہے اور کہیں نظم ''جھولا'' کی صورت میں فطرت کی حسن و دل کشی کا اظہار بھی ہے۔ اسی طرح نظم ''ماں اور بیٹے'' ۱۹۶۵ء کی جنگ واقعات پر مبنی طویل نظم ہے۔ یہ مسلسل اور بیانیہ نظم ہے۔ جس میں مختلف ہیئتوں اور بحور کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

یہ سلطنت پاک کے وہ مرد جری تھے
جو تجھ پہ فدا ہونے کو آئے سر میدان

رہ جائے ترا نام دعا تھی تو یہی تھی
لڑتے رہے سینوں سے لگائے ہوئے قرآں
بڑھ بڑھ کے ترے نام پر کٹتے رہے بیٹے
ہر بار ترا شکر بجا لاتی رہی ماں(۱۲)

احسن علی خان اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''میدان جنگ کی لہولہو بیرکیں، دھواں دھواں خندقیں، گولیوں کی بارشیں، قدم قدم پر آفتیں، ہجوم حادثات، جہان واردات، اپنے حال پہ اشکبار، گرجتی گونجتی توپوں کی پروانہ کرتے ہوئے کشت وخوں کے سمندر کو عبور کرنا زخمی ساتھیوں کی پروانہ کرتے ہوئے ان کی نعشوں سے سرک سرک کر دشمن کے مورچے تک رسائی حاصل کرنا، ان سب واقعات کو جعفر طاہر نے بڑے دل گداز لہجے اور خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔''(۱۳)

جعفر طاہر کی نظم فطرت نگاری کا عظیم شاہکار ہے۔انھیں فطرت کا جو خوبصورت منظر بھا جاتا اس کی فوراً شاعرانہ تصویر اتار لیتے۔اس حوالے سے ان کی نظم ''جھولا'' میں حسن اور حسنِ فطرت پوری آب وتاب سے جلوہ گر ہے۔لہلہاتے سرسبز کھیتوں، مہکتے پھولوں، بل کھاتی پگڈنڈیوں اور نہر کنارے شیشم کے گھنے پیڑوں پر حسیناؤں کا جھولا جھولنا کس قدر قیامت خیز ہے۔حسن بیان اور قوت تخیل پر مبنی یہ ایک عظیم نظم ہے۔جعفر طاہر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

وہ زانوؤں پہ جھک کے لینے لگی ہلارا
تھرّا گئی خدائی کانپ اٹھا دشت سارا
ہم جولیاں پکاریں برگ و شجر پکارا
اب تھامنا خدارا ، اب تھامنا خدارا
لیکن وہ ہے ظالم پینگیں بڑھا رہی ہے
گاؤں کی شہزادی جھولا جھلا رہی ہے
انگڑائی لے کے اٹھی اک سرو قد حسینہ
فردوس کی جبیں پہ آنے لگا پسینہ
آنچل کی سلوٹوں میں نرم و گداز سینہ
جیسے ابھر رہا ہو ڈوبا ہوا سفینہ
تقدیر کی جبیں پہ ٹھوکر لگا رہی ہے
گاؤں کی شہزادی جھولا جھلا رہی ہے(۱۴)

پروفیسر محمود الحسن اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''کیپٹن جعفر طاہر اپنی پیشہ ورانہ سکیم کے سلسلے میں گجرات کے مضافات میں گئے ہوئے

تھے۔ اتفاق سے ساون کا مہینہ تھا اور گجرات کی حسینائیں نہر کے کنارے شیشم کے درختوں پر جھولا ڈالے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ یہ منظر دیکھتے ہی شاعر پر آمد شروع ہوئی۔ انھوں نے کوئلے سے نہر کے بل پر بنی ہوئی سیمنٹ کی دیوار لکھنا شروع کیا اور قریباً ستر بندوں کی یہ نظم لکھی اور پھر اپنے ایک ماتحت کو نوٹ لینے کو کہا۔'' (۱۵)

جعفر طاہر کی نظمیں قومی و ملی احساسات و جذبات کی خوبصورتی سے عکاسی کرتی ہیں۔ وہ قومی و ملی شخصیات سے گہری وابستگی اور والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ وہ اقبال کی شخصیت، عظمت اور مقام و مرتبے کے دل سے معترف تھے۔ انھوں نے اقبال کی عظمت کے اعتراف ہیں نظم ''حضورِ اقبال'' فارسی زبان میں تحریر کی۔ اسی طرح اقبال کی بصیرت کو اپنی اردو نظم ''اقبال'' میں دلآویز پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے جعفر طاہر لکھتے ہیں:

نشاط دیدہ و دل ہے شراب خانہ ترا
یہ دورِ نو ہے کہ دورِ مے مغانہ ترا
وہ تیرا شکوہ کہ سن کر خدا تڑپ اٹھا
وہ حرفِ کن دل آویز و دلبرانہ ترا
حیات جہد مسلسل ہے اور کچھ بھی نہیں
خوشا یہ درس یہ درس مجاہدانہ ترا
دل کلیم و یقین خلیل و صدق حسین
یہ برگ و ساز یہ رخت مسافرانہ ترا
نکل کے دیکھ تو ایک بار شاہی مسجد سے
ہے مہر ماہ کی طرف کارواں روانہ ترا(۱۶)

کینٹوز نگاری میں جعفر طاہر کا مقام بہت بلند ہے۔ انھوں نے کینٹوز میں جذبہ، فکر اور کیفیت کا پوری طرح سے لحاظ رکھا ہے۔ وہ جذبہ و خیال کی مناسبت سے بحر کے ارکان کم و بیش کر لیتے ہیں۔ اوزاں، بحور اور قوافی کی ترتیب بدلنے سے وہ مخصوص مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ انھوں نے کینٹوز میں کسی ایک صنف کی پابندی نہیں کی بلکہ تمام اصناف اور ہیئتوں کو کمال سے برتا ہے۔ جعفر طاہر کے کینٹوز کے مطالعہ سے ان کی قوت اظہار کا اندازہ ہوتا ہے۔ وسیع ذخیرہ الفاظ اور مترادف الفاظ کو وہ مختلف کیفیات کے اظہار کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے کینٹوز میں نئی تراکیب کو مہارت سے استعمال کر کے کمالِ فن کا ثبوت دیا ہے۔ علاوہ ازیں تاریخی حالات و واقعات اور تلمیحات کے استعمال نے ان کے کنٹوز کی شان بڑھا دی ہے۔

کنٹوز کے تین مجموعے ''ستارہ انقلاب'' ہفت کشور اور ہفت آسماں (غیر مطبوعہ) ان سے یادگار ہیں۔ ''ستارہ انقلاب'' میں تین کینٹوز شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں پہلا کینٹو حمد یہ، دوسرا قائداعظم اور تیسرا صدر پاکستان ایوب خان سے متعلق ہے۔ 'ہفت کشور'' کا پہلا کینٹو'' ترکی، دوسرا ''مصر''، تیسرا ''عرب''، چوتھا ''عراق''، پانچواں ''ایران''، ''پاکستان'' اور ساتواں کینٹو ''الجزار'' کے نام سے شامل مجموعہ ہے۔ تیسرا غیر مطبوعہ مجموعہ 'ہفت آسمان'' ہے جو افغانستان، چین، پاکستان، یونان، کشمیر اور

ہندوستان سے متعلق کیٹوز پر مشتمل ہے۔ پروفیسر سلیم تقی شاہ اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

''ہر چندن۔م راشد نے بھی کیٹوز میں طبع آزمائی کی لیکن اس دور میں دور دور تک جعفر طاہر کا کوئی مدمقابل نظر نہیں آتا۔ لہٰذا وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ کیٹوز کو تخلیقی سطح پر آغاز و عروج دونوں ہی جعفر طاہر کے ہاتھوں نصیب ہوئی۔''(۱۷)

''ستارہ انقلاب'' میں قدرت اللہ شہاب سے مخاطب ہوتے ہوئے جعفر طاہر لکھتے ہیں:

گھڑوں پہ گاؤں کی گوریاں چھیڑتی ہیں راتوں کو وہ ترانے
ترانے جن کی سروں میں کتنی تجلیوں کے ہیں آستانے
بدل گئی ہیں شہاب صاحب میرے وطن کی اداس راتیں
جو ہو سکے ایک بار سن جائیں ایوب خان کی باتیں(۱۸)

مجموعہ 'ہفت کشور' میں 'عرب'' کی سرزمین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

نہ ذلتوں کی سیاہیاں ہیں نہ آفتوں کے زبوں اندھیرے
عرب تو کیا دو جہاں کی آغوش میں اترنے لگے سویرے
خدا کا دنیا کی سمت پیغام آخری اور دل نشیں بھی
یہ ایک آواز جو زمانوں کی ترجمان ، دہر آفریں(۱۹)

غیر مدون مجموعہ کنٹوز 'ہفت آسمان'' میں موجود ''کشمیر'' نامی کنٹو میں لکھتے ہیں:

ادھر کو سہاروں کے دامن رنگیں میں آباد ہے ایک چناروں کی وادی
لہکتے ہوئے مرغزاروں کی وادی، مہکتے ہوئے آبشاروں کی وادی
ہری کھیتیوں، سرمئی گھاٹیوں ، نیلے دریاؤں کی سرمدی زمیں ہے
وطن خادم بے وطن کا وہی جنتِ گل زمیں کشور کوثریں ہے(۲۰)

جعفر طاہر کیٹوز نگاری کے ضمن میں ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

''وہ اردو کا پہلا شاعر تھا جس نے کیٹوز کے مزاج کو سمجھا اور صنف ادب کو تخلیقی سطح پر قبول کیا۔ چنانچہ یہ انفرادیت بھی جعفر طاہر کو حاصل ہے کہ اس نے 'ہفت کشور'' اور 'ہفت آسمان'' کے نام سے کیٹوز کی دو کتابیں تخلیق کیں اس لحاظ سے اردو ادب میں جعفر طاہر کو کیٹوز کا موجد قرار دینا ان کا حق ہے۔''(۲۱)

کیپٹن جعفر طاہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے اردو ادب میں کیٹوز نگاری کی صنف کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ کیٹوز نگاری کے میدان میں ان کی گراں قدر خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے انھیں اردو ادب کا پہلا با قاعدہ کیٹوز نگار قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ ن۔م راشد کی چند طویل نظمیں کنٹوز کی ہیت میں لکھی گئی ہیں جبکہ جعفر طاہر نے با قاعدہ اسے صنف کی شکل دے کر اس میں طبع آزمائی کی۔ ان کے تین مجموعے اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

کیپٹن جعفر طاہر نے قصیدہ نگاری کے میدان میں بھی اپنی ہفت زبانی اور سحر بیانی کے جوہر دکھلائے۔قصیدہ نگاری میں عام شعراء کے برعکس ان کا ممدوح کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ کائنات کی عظیم ہستی رسول کریمؐ اور اہل بیت ہیں۔توحید ان کا عقیدہ، رسالت ان کا ایمان اور اہل بیت سے محبت وعقیدت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ان کے قصائد میں ان ہستیوں کے لیے محبت اور عقیدت جھلکتی نظر آتی ہے۔حضرت ہاشمؓ، حضرت ابو طالبؓ، حضرت عبدالمطلبؓ اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ جیسی عظیم شخصیات پر لکھے گئے قصائد تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔فنی اعتبار سے ان قصائد میں کلاسیکی روایت اور قصیدہ کے اجزائے ترکیبی سے انحراف کیا گیا ہے کیونکہ جعفر طاہر کے ممدوح عظیم ترین ہستیاں ہیں جبکہ دیگر شعراء کے ممدوح عام بادشاہ ہیں۔ان قصائد میں جعفر طاہر کی زباں وبیان کی ندرت، خوبصورت تلمیحات، مکالماتی انداز، دل نشیں منظر نگاری، نادر تشبیہات واستعارات سے ان کی شاعرانہ قدوقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ان کے قصائد کا مجموعہ ''سلسبیل'' نبی کریمؐ اور اہل بیت سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔جعفر طاہر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

قدسی بھی ترے باب کرم پر ہیں سوالی
میخانہ توفیق سے جاتے نہیں خالی
تو دنیا کا داتا ہے تو راجوں کا مہاراج
اے صاحب معراج(۲۲)

''مولودِ حرم'' کے عنوان سے جعفر طاہر کا یہ قصیدہ بھی اپنی مثال آپ ہے:

یہ برق اوج طور ہے
یہی قریب و دور ہے
یہ آسماں کا نور ہے
زمین کا غرور ہے
لقب ہی بو ترابؓ ہے
یہی تو بو تراب ہے(۲۳)

حضرت امام حسینؓ کی شان میں لکھا گیا قصیدہ دیکھیے:

یہ تیسری شعبان کی
یہ شب نرالی شان کی
یہ چاندنی ایمان کی
یہ روشنی قرآن کی
اللہ رے کشف الغطا(۲۴)

ممتاز علی خان حیدر ''سلسبیل'' کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''سلسبیل ان کی مذہبی شاعری کا مجموعہ ہے جو برسوں کی محنت کا ثمر ہے۔ان قصائد میں

خاقانی کا جاہ وجلال، قانی کا حسن و جمال، گھٹاؤں کے سندر روپ اور متوالے صحراؤں کی دھوپ غرضیکہ سب کچھ ہے۔عزیز لکھنوی کے بعد ہماری زبان کو مذہبی نقطہ نظر سے اتنا بلند آہنگ اور اس قدر قادرالکلام شاعر آج تک نصیب نہیں ہوا۔'' (۲۵)

کیپٹن جعفر طاہر نے کربلا کے میدان میں اہل بیت پر ہونے والا مظالم کو''مراثی'' کی صورت رقم کیا۔انھیں اہل بیت سے بے پناہ محبت تھی اور ان کے مراثی سے اہل بیت کا غم جھلکتا ہے۔کربلا کے میدان میں گرمی کی شدت، پانی کی بندش، بچوں کا پیاس کی شدت سے نڈھال ہونا اور اہل بیت کی شہادت کو انھوں نے ایسے سوز و گداز سے بیان کیا ہے کہ اہل بیت کی محبت میں قاری کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور میدانِ کربلا سارا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ وہ مرثیہ نگاری کے فن کو قاری کو رلانے کے لیے استعمال نہیں کرتے بلکہ انھوں نے مرثیے کے فن کو اہل بیت کی محبت کے لیے وقف کیے رکھا۔جعفر طاہر کے مراثی حضرت امام حسینؓ کی حق گوئی و بے باکی، ان کے جاںنثاروں کی وفاداری، ان کی سپاہ کی جرات و دلیری، اہل بیت کی برداشت و صبر کی عظیم داستان ہیں۔فنی لحاظ سے ان کے مراثی تسلسل، سلاست، ترنم، آہنگ، بندش تراکیب اور تاریخی تلمیحات سے مزین ہیں۔انیس و دبیر اور عزیز لکھنوی کے بعد جعفر طاہر کو مرثیہ نگاری میں بلند مقام حاصل ہے۔جعفر طاہر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

ہمیں تو اکبر و قاسم کی یاد آتی ہے
کسی جواں کا جو دیکھیں شباب آنکھوں سے
اسی میں خیر ہے یارو کہ بستہ لب رہے
نہ کچھ بھی دیکھئے مثل حباب آنکھوں سے (۲۶)

پروین اختر اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''جعفر طاہر نے حضرت امام حسینؓ اور ان کی ساتھیوں کی بہادری، جاںنثاری، صبر، پاکیزگی، عبادت و ریاضت، دین داری، دولت، دنیا و بادشاہی سے بے نیازی اور پاس حکام خداوندی کو محبت، عقیدت اور احترام کی نظروں سے دیکھا ہے جبکہ یزید اور اس کے لشکر کے ایک ایک عمل پر نفرین بھیجی ہے۔'' (۲۷)

کیپٹن جعفر طاہر کی شاعری محبتوں اور عقیدتوں سے لبریز پُرشکوہ الفاظ سے مزیّن، فطرت نگاری اور منظر نگاری کی عظیم شاہکار ہے۔انھوں نے اردو زبان کے دامن کو زبان و بیان کی ندرت، ہیئتوں کے نئے تجربات اور عسکری تلازمات سے مالا مال کیا۔جدید طرز ادا، فکر کی رعنائی، خیال کی رنگینی اور وسیع ذخیرہ الفاظ کی بدولت انھوں نے اردو ادب پر انمٹ نقوش مرتب کیے۔ان کی غزل، نظم، کنٹیوز، قصیدہ اور مرثیہ اردو ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔بلاشبہ جعفر طاہر اردو ادب کے نابغہ روزگار شعرا میں سے ایک ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، (خاکہ) سب رس یادِ رفتگاں نمبر، جلد نمبر ۵، شمارہ ۴-۵، کراچی: مارچ اپریل ۱۹۸۲ء، ص:۲۶

۲۔ سلیم تقی شاہ، پروفیسر،غزلیات جعفر طاہر (تحقیق، ترتیب و تجزیہ)، فیصل آباد: مثال پبلشرز،۲۰۰۸ء، ص:۱۰۳

۳۔ ایضاً، ص:۳۶

۴۔ ایضاً، ص:۳۵

۵۔ پروین اختر، جعفر طاہر، احوال و آثار، مقالہ برائے ایم اردو، لاہور: شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی، س ن، ص:۱۷۵

۶۔ ایضاً، ص:۷۳

۷۔ ایضاً، ص:۸۵

۸۔ مختار حر، پروفیسر، یہ اردو کے شیریں مقالوں کی دنیا، کیپٹن سید جعفر طاہر، جھنگ: دی میوز چناب کالج، ۲۰۰۰ء، ص:۲۲

۹۔ ایضاً، ص:۸۶

۱۰۔ ایضاً، ص:۸۳

۱۱۔ ایضاً، ص:۸۷

۱۲۔ جعفر طاہر، نظم ماں اور بیٹے، مشمولہ: فنون، جلد۲، شمارہ ۵،۴، لاہور: فروری مارچ ۱۹۶۶ء، ص:۲۶

۱۳۔ احسن علی خان، جعفر طاہر کی ادبی خدمات، فیصل آباد: جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء، ص:۶۹

۱۴۔ جعفر طاہر، نظم جھولا، مشمولہ: شاعر نہیں ساحر تھا وہ، مرتبہ: منظور سیال، ملتان: یوسف اسحاق پرنٹرز، ۲۰۰۹ء، ص:۴۰

۱۵۔ محمود الحسن قریشی، پروفیسر، جعفر طاہر کی نایاب نظم جھولا، مشمولہ: شاعر نہیں ساحر تھا وہ، مرتبہ: منظور سیال، ملتان: یوسف اسحاق پرنٹرز، ۲۰۰۹ء، ص:۱۱۶

۱۶۔ جعفر طاہر، نظم، اقبال، مشمولہ: رسالہ لیل ونہار، س ن، ص:۳۵

۱۷۔ پروفیسر سلیم تقی شاہ، غزلیات جعفر طاہر (تحقیق، ترتیب و تجزیہ)، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص:۱۸

۱۸۔ جعفر طاہر، ستارہ انقلاب، مشمولہ: شاعر نہیں ساحر تھا وہ، ص:۱۳۹

۱۹۔ جعفر طاہر، ہفت کشور، کراچی: پاکستان رائٹرز گلڈ، ۱۹۶۲ء، ص:۱۴۳

۲۰۔ جعفر طاہر، کیٹو کشمیر، مشمولہ: یادگار جعفر طاہر، مرتبہ: شمیم حیات سیال، جھنگ: حلقہ ارباب ذوق ۱۹۸۱ء، ص:۲۶

۲۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، (خاکہ)، مشمولہ: سب رس، یادرفتگان نمبر، کراچی: جلد۵، شمارہ ۴،۵، مارچ اپریل ۱۹۸۲ء، ص:۲۲

۲۲۔ کیپٹن جعفر طاہر، سلسبیل، رحیم یار خاں، ممتاز اکیڈمی، ۱۹۷۳ء، ص:۳۷

۲۳۔ ایضاً، ص:۲۶۴

۲۴۔ ایضاً، ص:۱۴۰

۲۵۔ ممتاز علی خان، مقدمہ: سلسبیل، رحیم یار خان، ممتاز اکیڈمی، ۱۹۷۳ء، ص:۱۰۹

۲۶۔ جعفر طاہر، سلسبیل، ص:۲۱۹

۲۷۔ پروین اختر، جعفر طاہر احوال و آثار، مقالہ ایم اردو، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، س ن، ص:۳۷۶

☆......☆......☆